سوال

(281)اعتکاف کب بیٹھنا چاہیے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اعتکاب کب بیٹھنا چاہیے؟ (سائل) (۹جون ۲۰۰۶ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یس رمضان کو فجر کے بعد اعتکاف بیٹھنا چاہیے۔ صحیح البخاری، باب الاعتکاف وخروج النبی صبیحة عشرین "''سنن ابی داوٗد'' اور ''ابن ماجہ''میں حدیث ہے:

'كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَن يَّعتَكِفَ صَلَّى الفَجرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعتَكَفِهِ' (صحیح مسلم، بَابُ مَتَى يَدخُلُ مَن أَرَادَ الِاعتِكَافَ فِي مُعتَكَفِهِ، رقم:۱۱۷۲، سنن أبي داود، بَابُ الِاعتِكَافِ، رقم:۲۴۶۴)

''رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز کے بعد اپنے معتکف میں داخل ہوتے۔''

ظاہر ہے کہ ارادہ وقت سے پہلے ہوگا نہ کہ وقت کے بعد۔

اعتکاف کی تاریخ پر تعاقب ابوجابر دامانوی

اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہی صحیح ہے: (از مولانا ابوجابر عبداللہ دامانوی۔ کراچی)

آخری عشرہ کا اعتکاف اکیسویں شب کے آغاز اور بیسویں روزہ کے اختتام پر شروع ہوتا ہے اور جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے معتکف مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہوجائے اور رات مسجد میں گزار کر صبح اپنے معتکف میں داخل ہو کیونکہ آخری عشرہ کی ابتداء سورج غروب ہونے کے ساتھ ساتھ ہوجاتی ہے اور اس کی وضاحت ابن خزیمہ کی ان دو احادیث سے ہوتی ہے۔

'عَن أَبِي سَعِيدٍ الخُدرِيِّ قَالَ: اعتَكَفنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ العَشرَ الوَسَطَ مِن شَهرِ رَمَضَانَ، فَلَمَّا أَصبَحَ صَبِيحَةَ عِشرِينَ وَرَجَعنَا فَنَامَ فَأُرِيَ لَيلَةَ القَدرِ ثُمَّ أُنسِيَهَا، فَلَمَّا كَانَ العَشِيُّ جَلَسَ عَلَى المِنبَرِ،

فَخَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ : وَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ ' (صحیح ابن خزیمہ ،بَابُ الِاقْتِصَارِ فِي الِاعْتِكَافِ عَلَى الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ، وَالْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ ... الخ (ج : ۳، ص : ۳۴۴) رقم : ۲۲۲۰، طبع بیروت واسنادہ حسن)

''ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ درمیانی عشرہ کا رمضان کے مہینے میں اعتکاف کیا، پھر جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم اپنے گھروں کو چلے گئے ۔ بس نبی ﷺ سوئے (اور خواب میں لیلۃ القدر کو دیکھا اور فرمایا) پس مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی ہے پھر بھلا دیا گیا ۔ پس جب شام ہوئی تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا ... اور فرمایا جو شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آخری عشرہ کا) اعتکاف کرنا چاہے وہ اپنے معتکف میں واپس آجائے ۔''

دوسری روایت میں ہے :

'عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْوَسَطِ مِنْ رَمَضَانَ ، فَاعْتَكَفَ عَامًا ، حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنَ اعْتِكَافِهِ قَالَ : مَنِ اعْتَكَفَ مَعَنَا فَلْيَعْتَكِفْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ ' (صحیح ابن خزیمہ ،بَابُ وَقْتِ خُرُوجِ الْمُعْتَكِفِ مِنْ مُعْتَكَفِهِ ، ...الخ، (جلد : ۳، ص : ۳۵۳) رقم : ۲۲۴۳)

''ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا ... یہاں تک کہ جب اکیسویں شب آئی اور یہ وہ شب تھی کہ جس کی صبح کو آپ ﷺ اعتکاف سے نکل آئے تھے ۔ فرمایا کہ جو شخص ہمارے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے تو وہ آخری عشرہ کا اعتکاف کرے ۔''

پس ثابت ہوا کہ جو اعتکاف اکیسویں رات سے شروع ہوگا وہی آخری عشرہ کا اعتکاف ہوگا اور جس روایت میں صبح کے وقت معتکف میں داخل ہونے کا ذکر ہے وہ اکیسویں تاریخ ہی کی صبح ہے جیساکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایات کے عموم سے معلوم ہوتا ہے ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ ' (صحیح البخاری ،بَابُ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ ، رقم : ۲۰۳۳)

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے پس میں آپ کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیتی اور جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تو اس میں داخل ہو جاتے ۔'' (ابو جابر عبداللہ دامانوی ۔ ۳۶/۶۱۴، کیماڑی کراچی : ۷، کوڈ : ۵۶۳۰) (الاعتصام ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء)

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے آغاز کا صحیح وقت کون سا ہے ؟

(از حافظ ثناء اللہ مدنی)

ماہنامہ ''دعوت اہل حدیث'' اشاعت رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ اگست ۲۰۱۰ء میں محترم جناب ڈاکٹر ابو جابر دامانوی کا مقالہ بہ عنوان ''اعتکاف کب شروع کرنا چاہیے'' شائع ہوا اس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اعتکاف کا آغاز رمضان کی اکیسویں رات سے ہے ۔ پھر جو اہل علم بیسیویں کی صبح کے بعد سے اعتکاف کے قائل ہیں ان کے تعاقب کی ناکام سعی فرمائی ہے ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ :

'كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِي مُعْتَكَفِهِ '

کو مختصر کہہ کر جان چھڑائی ہے ۔ حالاں کہ یہ الفاظ موضوع ہیں ۔ کیونکہ ارادہ فعل سے پہلے ہوتا ہے نہ کہ بعد میں ۔ اگر یہ صبح اکیسویں رات کی صبح قرار دی جائے تو واقعہ کے خلاف ہے ۔ کیوں کہ عمل تو رات کو شروع ہو چکا ہے اب ارادہ کا چہ معنی دارد ۔ فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل، ص : ۶۴۹ میں مولانا شرف الدین دھلوی رحمہ اللہ نے بھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے

استدلال کیا ہے کہ اعتکاف کا آغاز بیسویں کی صبح کو ہونا چاہیے۔

اور موصوف نے جس مفصل حدیث کی طرف احالہ کیا ہے اس میں مجرد صبح کا ذکر ہے۔ جو موضوع پر نص نہیں بلکہ احتمال غالب ہے کہ یہ بیسویں کی صبح ہو خیمے گاڑنے کی تیاری بھی اس بات کی متقاضی ہے پھر ازواج مطہرات کے فعل کو ناپسند کرتے ہوئے نبی ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ بھی ترک کر دیا یہ بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ یہ بیسویں کی صبح ہے۔ ہاں البتہ ''مسند ابو عوانہ'' کے حوالہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت نقل کی ہے :

'كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَلَسَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي اعْتَكَفَ بِلَيْل ۔'

مضمون نگار کے موقف کی موید ہے لیکن یہ روایت سخت ضعیف ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس میں مصنف کا شیخ العطاری احمد بن عبد الجبار کے بارے میں ذہبی نے ''میزان'' میں کہا ہے : 'ضعفۂ غیر واحد' ''اس کو کئی ایک نے ضعیف کہا ہے۔'' اور حافظ ابن حجر نے ''تقریب'' میں کہا ''یہ راوی ضعیف ہے۔'' مزید وضاحت کے لیے مفصل کتابیں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم نے اسی پر اکتفا کی ہے۔

پھر موصوف نے بحث کے اختتام پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے جو بخاری اور مسلم میں بایں الفاظ ہے :

'أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعتكف عاما حتى إذا كَانَ لَيْلَةَ احدى و عشرين و هي ليلة التي يخرج مِنْ صَبِيْحَتِهَا من اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اعتكف مَعِي فَلْيَعْتَكِفْ العشر الاواخر'

اس کا ترجمہ مضمون نگار کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں :

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ پس ایک سال آپ ﷺ نے اعتکاف فرمایا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات آئی اور یہ وہ رات تھی کہ جس کی صبح کو آپ ﷺ اپنے اعتکاف سے اٹھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو وہ آخری عشرہ کا اعتکاف کرے۔''

پھر فرماتے ہیں اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ آخری عشرہ کا آغاز اکیسویں سے ہوتا ہے اور بیسویں کی صبح کو اعتکاف بیٹھنا مفروضے پر مبنی ہے۔ تعجب ہے صاحب موصوف اس حدیث کو نہیں سمجھ پائے ان کے ترجمہ کے مطابق حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ اکیسویں رات کی صبح کو اعتکاف ترک کر دیا جائے دراں حالیکہ اہل علم سے کوئی اس بات کا قائل نہیں یہاں تک کہ خود آپ بھی اس بات کے قائل نظر نہیں آتے۔

اب اس روایت کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔

اس کے الفاظ یوں ہیں، فرمایا : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے :

'اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا، وَقَالَ : إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ... الخ'

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میںیوں تبویب قائم کی ہے :

'بَابُ الِاعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ ۔'

اس سے معلوم ہوا یہ واقعہ بیس کی صبح کا ہے نہ کہ اکیسویں کی صبح کا۔ اس ترجمہ سے مصنف کا مقصود مالک کی سابقہ حدیث جو مالک کے واسطہ سے ابو سعید خدری سے مروی ہے، اس

کی تشریح کرنی چاہتے ہیں کہ اس روایت میں بھی مراد بیسویں کی صبح ہے نہ کہ اکیسویں کی صبح۔

قاعدہ معروف 'الاحادیث یفسر بعضها بعضا وھی اللیلة التی یخرج من اعتکافه صبیحتها' 'ھا' ضمیر کا مرجع بیسویں رات کی صبح ہے نہ کہ اکیسویں رات کی صبح۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں ہے:

لَم يَلبَثوا إِلّا عَشِيَّةً أَو ضُحىٰها ٤٦ ... سورة النازعات

کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اوّل حصہ (دنیا میں) رہے اس آیت کریمہ میں دن کے اوّل حصہ کی اضافت آخری حصہ کی طرف ہے حالاں کہ وہ اس سے پہلے ہے۔ شارح بخاری ابن بطال نے کہا ہر وہ شخص جو دوسری شئے کے متصل ہو چاہے پہلے ہو یا بعد اس کی طرف اضافت کا جواز ہے۔ بحوالہ (فتح الباری: ۳۵۶/۴)

نیز بیسویں کی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے پس منظر میں ارشاد فرمایا لیلۃ القدر جس کی تلاش میں ہم نے رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ میں ہے جو میرے ساتھ اعتکاف میںے وہ اسی حالت میں رہے اور جو گھروں کو جا چکے ہیں وہ واپس آجائیں جانے والے مسجد میں آگئے اور اگر بالفرض آخری دہاکہ کے اعتکاف کا آغاز اکیسویں رات کو ہے تو آپ فرماتے، رات کو واپس آجانا جب کہ واقعہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ کے ساتھی آخری عشرہ کے لیے بیسویں کی صبح کو اعتکاف میں رہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا آخری عشرہ کے اعتکاف کا آغاز بیسویں کی صبح سے ہے یہ عملی دلیل ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

باقی رہا عدد کی کمی بیشی کا مسئلہ سو اس میں ہم شریعت کے تابع ہیں۔ قرآنی الفاظ فَاتَّبِعُونِي میں اسی بات کا درس دیا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مسئلہ ہذا پر تفصیلی گفتگو مرعاۃ المفاتیح میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ (۱۰ دسمبر ۲۰۱۰ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، کتاب الصوم: صفحہ:269

محدث فتویٰ